خلافت رابعہ میں اجتماعیت کا آغاز ہوا ہے۔خلافت رابعہ آنے والی آسمانی تقدیروں کے لئے پیش خیمہ بن گئی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5راگست 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا
وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ
مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾

(آل عمران: 103 تا 106)

پھر فرمایا:۔

آج کے دن جو مختلف ممالک میں اجتماعات ہو رہے ہیں یا کل یا پرسوں ہوں گے ان سے متعلق بعض اعلانات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان سب ممالک کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا ذکر بھی جمعہ میں چلے اور اس طرح اس عالمی برادری میں سب کو ہمارے لئے بھی دعا کی توفیق ملے۔ ملائشیا کا جلسہ سالانہ اللہ کے فضل کے ساتھ آج 5 / اگست سے شروع ہو رہا ہے تین دن تک جاری رہ کر 7 / اگست کو اختتام پذیر ہوگا۔ لجنہ اماء اللہ گی آنا کا جلسہ سالانہ 7 / اگست بروز اتوار منعقد ہوگا۔ آج 5 / اگست کو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ مسی سا گا ایسٹ (کینیڈا) کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل 6 / اگست کو منعقد ہو رہا ہے اسی طرح خدام الاحمدیہ مارخم کا سالانہ اجتماع بھی کل منعقد ہوگا۔ مجلس خدام الاحمدیہ ویسٹرن کینیڈا کا دو روزہ سالانہ اجتماع کل 6 / اگست سے شروع ہو رہا ہے اور 7 / اگست بروز اتوار اختتام پذیر ہوگا۔

جلسہ سالانہ UK اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک غیر معمولی شان کا جلسہ ثابت ہوا۔ اللہ کے فضلوں کو ہم ہمیشہ برستا دیکھتے ہیں لیکن ان فضلوں میں بھی بعض دفعہ اچانک یوں لگتا ہے جیسے غیر معمولی تیزی پیدا ہوگئی ہے اور توقع سے بڑھ کر اللہ کے فضلوں کی برسات ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ جس صورتحال میں اختتام پذیر ہوا اس میں کسی انسانی حکمت اور کسی منصوبہ بندی کا کوئی ادنیٰ سا بھی دخل نہیں تھا۔ لوگوں نے بعد میں مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا میں نے کہا مجھے تو لگتا تھا کہ اچانک بارش شروع ہوگئی ہے حالانکہ بارش پہلے بھی ہو رہی تھی لیکن بعض دفعہ بارش میں بھی اس قدر زور پیدا ہو جاتا ہے کہ لگتا ہے اب بارش شروع ہوئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نے دشمن کو جماعت احمدیہ کے عالمی اجتماع کا ایک نظارہ دکھانا تھا اور بتانا تھا کہ اس وقت ایک ہی امت واحدہ ہے جو حقیقت میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھی ہوگئی ہے کہ ایک جسم کے ٹکڑوں کی طرح ساری دنیا کی جماعت بن چکی ہے اور کس طرح بے ساختگی کے ساتھ جگہ جگہ سے بے قرار فون آنے لگے ہمارا بھی ذکر کرو، ہمارا بھی ذکر کرو اور ہمارا بھی ذکر کرو۔ مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب، ہر طرف دنیا کے تمام باشندے، مختلف ملکوں سے

تعلق رکھنے والے اس ایک عالمی وجود کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ حصہ تو تھے لیکن جس شان سے خدا نے ایک وجود کے حصے کے طور پر ان کو دکھایا ہے یہ ایک ایسی کیفیت تھی جس کے لئے نشے کے سوا کوئی لفظ مجھے ملتا نہیں اور دیر تک نشے کی کیفیت رہی۔ میری بیٹی نے مجھ سے پوچھا کہ ابا کیا حال ہے۔ میں نے کہا میں تو اس وقت بتا بھی نہیں سکتا کہ کیا حال ہے۔ اس نے کہا میرا بھی یہی حال ہے لیکن بات یہ ہے کہ اللہ میاں نے اتنی زیادہ خوشیاں ایک دن میں اکٹھی کر دیں کہ ان کے پوری طرح شعور کی طاقت نہیں رہی تھی اس لئے میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ اب باری باری ایک ایک حصے کو سوچ کے سارا دن اسی کے مزے لوں گی اور یہ بات بہت اچھی تھی اور میرے دل کو بھی لگی۔ میں نے بھی یہی سوچا یہی ایک طریق ہے جب بہت زیادہ چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو انسان پھر بعد میں تسلی سے مزے لیتا ہے اور یہ تو ایسا دن گزرا ہے اور جلسہ بحیثیت مجموعی اول سے آخر تک کہ سارا سال مزے لینے کے لئے سامان اکٹھے ہو گئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگلے سال انشاء اللہ اس سے بھی زیادہ مزے کے سامان پیدا ہوں گے کیونکہ ہر دفعہ جب ہم کوشش کرتے ہیں کہ بہت اچھی باتیں پیدا ہوں ان سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کچھ اور باتیں دکھا دیتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ تمہارے صرف ہاتھ لگ رہے ہیں اس قافلے کو حرکت اللہ دے رہا ہے اور تمہارے ہاتھ لگوا دیتا ہے کہ تمہیں بھی محسوس ہو کہ کچھ تمہارا بھی حصہ پڑ گیا۔

اور اللہ کے فضل کے ساتھ اس عالمی برادری کے انعقاد میں جو بنیادی بات کارفرما ہے اس کو بھولنا نہیں چاہئے اور وہ ہے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی دعائیں اور اللہ کا آپ ؐ سے وعدہ۔ پس اگر ہم اس حقیقت کو بھلا دیں اور محض مزے میں پڑے رہیں تو وہ مزہ بالکل بے کار اور بے معنی ہو جائے گا۔ اس مزے کا جس بنیادی حقیقت اور سچائی سے تعلق ہے اس کے واسطے سے مزے لوٹیں تو اور ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہاں وہ دن، چودہ سو سال پہلے عرب میں ایک عظیم معجزہ رونما ہوا یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ یکہ وتنہا آپ ؐ کو تمام دنیا پر غالب آنے کی خوشخبریاں دی گئیں۔ اس وقت جب آپ ؐ یکہ وتنہا تھے اور تمام دنیا کی فتوحات کے ذکر اس زمانے میں حیرت انگیز لگتے ہوں گے۔ وہ وجود جو مکے میں بھی اس طرح بدسلوکی کا شکار رہا، ایسی ظالمانہ بدسلوکیوں کا شکار رہا کہ عرب سمجھتے تھے کہ جب چاہو ایک چٹکی کے مسلنے کی طرح اس شخص کو ہم ہلاک کر سکتے ہیں اور اگر نہیں کرتے تھے تو سمجھتے

تھے ہم نے ہاتھ روکے ہوئے ہیں۔قومی روایات کی خاطر، قبائلی تعلقات کی خاطر اور کچھ رسم ورواج ہیں پرانے جو چلے آرہے ہیں، وہ یہی سمجھا کرتے تھے کہ ہم نے ہاتھ روکے ہوئے ہیں مگر جب ہاتھ چلانے کا فیصلہ کیا تو دیکھیں خدا نے کیسے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو ان کے ہر پھندے سے آزاد فرمایا! ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا۔ ان کا ہاتھ آپؐ تک پہنچتے پہنچتے بھی ایسا بے کار ہو گیا جیسے شل ہو گیا ہو۔ وہ غارِ ثور کا واقعہ ہمیشہ کے لئے ایک معجزے کے طور پر انسانی تاریخ میں چمکتا رہے گا اور کوئی اس کا عقلی جواز انسان کو سمجھ نہیں آسکتا کہ یہ ہو کیسے گیا ہے اور اگر یہ ہو نہ چکا ہوتا اور تاریخ کا حصہ نہ بن چکا ہوتا تو دنیا کے لوگ کبھی مانتے نہ کہ ایسا واقعہ ممکن ہے۔ یعنی ریگستان میں جہاں دور دراز تک کوئی چھپنے کی جگہ نہیں صحرا کھلا ہوا پڑا ہے جس پر قدموں کے نشان ایک دفعہ پڑ جائیں جب تک آندھیاں نہ آئیں وہ نشانات اسی طرح ثابت رہتے ہیں کوئی چیز ان کو مٹاتی نہیں۔ ایسے ہی ایک خاموش دن میں آنحضرت ﷺ مدینے کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں اور ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اس پر چڑھ کر غارِ ثور میں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور مشہور کھوج لگانے والے آپؐ کے دشمنوں کے ساتھ جو تعاقب کر رہے تھے ساتھ ساتھ چلے آرہے تھے بلکہ راہنمائی کر رہے تھے اور ایسی صورت میں انہوں نے کہا یہ پہاڑی ہے اس پر وہ چڑھے ہیں۔ تو سب اوپر چڑھ گئے وہاں ایک غار کے سوا کوئی چھپنے کی جگہ نہیں تھی۔ غار پر اس طرح کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ ان کے پاؤں نیچے سے دکھائی دے رہے تھے اور اس عرصے میں ایک مکڑی نے جالا بن دیا اور کہا جاتا ہے کبوتری نے یا کسی پرندے نے اس پہ انڈا دے دیا۔ یہ چھوٹا سا واقعہ ہوا ہے اور وہ گھر جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر ہے یعنی جالا، وہ دنیا کے سب گھروں سے زیادہ طاقتور بن گیا جب خدا کا اذن آیا اور دشمن کو توفیق نہ ملی کہ اس نازک ترین گھر کو پار کر کے وہ جو پیچھے پناہ گزیں تھا اس کو گزند پہنچا سکے۔ یہ ایک بہت ہی عظیم الشان واقعہ ہوا ہے ایسے شخص سے اس کمزوری کی حالت میں خدا نے وعدے فرمائے اور کچھ وعدے ایسے تھے جو آپؐ کے دیکھتے دیکھتے آپؐ کی زندگی میں بڑی شان سے پورے ہوئے۔

میں غارِ حرا کہہ رہا تھا۔ یہ غارِ ثور ہے غارِ حرا میں آنحضرت ﷺ عبادتیں کیا کرتے تھے نا وہیں سے نبوت کا آغاز ہوا ہے تو لفظ حرا میرے ذہن پہ اتنا حاوی رہا ہے کہ پہلے بھی میں ایسے کر چکا

ہوں غار ثور کی بات بھی کرتا تو منہ سے حرا ہی نکلتا تھا کیونکہ اسلام کا سورج حرا سے طلوع ہوا ہے اور ثور میں عارضی طور پر چھپا تھا جیسے بدلی اس پہ سایہ ڈالے مگر یہ جو وجہ ہے یہ پہلی دفعہ نہیں پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے اس لئے فوری طور پر چٹ لکھ کے مجھے یہ بتا دیا کریں جب میں ثور کی بات کروں اور حرا کہہ رہا ہوں'' اس وضاحت کے بعد حضور نے خطبہ کا مضمون جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

بہرحال غارِ ثور کا واقعہ ہے وہاں آنحضرت ﷺ نے پناہ لے رکھی تھی اور آئندہ بھی آپؐ کی زندگی (یعنی آئندہ سے مراد اس وقت سے لے کر آگے تک) ہر کمزوری کی حالت میں آپؐ کو عظیم الشان وعدے دیئے گئے ہیں۔ایک وقت وہ تھا جب کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ خندق کھودنے میں مصروف تھے اور ایسی کمزوری کی حالت تھی کہ یہ ڈر تھا کہ اگر خندق کی تیاری سے پہلے دشمن آ جائے تو مدینے والوں کے دفاع کی کوئی صورت باقی نہیں تھی اور بڑا بھاری دشمن تمام قبائل کا لشکر کشی کر رہا تھا اور قریب سے قریب تر آ رہا تھا۔تمام صحابہ دن رات محنت کر کے خندق کھود رہے تھے۔لیکن مشکل یہ آ پڑی کہ ایک پتھر رستے میں حائل ہو گیا اگر وہ نہ توڑا جاتا تو وہ خندق چل نہیں سکتی تھی۔جب سب زیادہ سے زیادہ طاقتور اور قوی ہاتھ بے کار ہو گئے اور اس پتھر کو نہ توڑ سکے۔اس وقت حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اب اس پتھر پر ضرب لگائیں اور اس وقت آنحضرت ﷺ کی کمزوری کا یہ عالم تھا یعنی جسمانی کمزوری کا کہ بھوک کی شدت سے اس وقت صحابہ پیٹ پہ پتھر باندھے پھر رہے تھے۔کسی نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو حالت ہے دیکھیں پتھر باندھے ہوئے ہیں آنحضور ﷺ نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔یعنی سب سے زیادہ بھوک کی تکلیف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تھی۔(مسند احمد جلد 4 صفحہ:303)

اس وقت جب آپؐ نے اس آلے سے وار کیا ہے جو نوکدار گینتی کہلاتی ہے شاید۔اس سے جب پتھر پہ ضرب لگائی اس سے ایک چنگارا اٹھا تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔پھر ایک اور ضرب لگائی پھر ایک چنگارا اٹھا پھر ایک اور ضرب لگائی پھر ایک اور چنگارا اٹھا اور پتھر دو نیم ہو گیا اور وہ روک جاتی رہی۔اس وقت صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نعرہ کیوں لگاتے تھے ساتھ جب شعلہ بلند ہوتا تھا۔تو آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے اس شعلے میں کبھی یمن کے قلعوں کی چابیاں پکڑائیں،کبھی میں ان شعلوں میں مشرق یعنی اہل فارس کی

فتوحات دیکھتا تھا کبھی مغرب کی فتوحات دیکھتا تھا۔ (مسند احمد جلد 4 صفحہ :303) تین ایسی خوشخبریاں تھیں جن کا ترتیب کے ساتھ مجھے لفظاً لفظاً ذکر یاد نہیں رہا اس لئے میں اس سے احتراز کر رہا ہوں۔ مگر بنیادی طور پر یہ بات ہے اس انتہائی کمزوری کی حالت میں جبکہ دفاع کے لئے بھوکے خندق کھود رہے تھے آنحضرت ﷺ قیصر و کسریٰ اور یمن کے قلعوں کی فتوحات کے نظارے دیکھ رہے تھے۔ ایسی حالت میں اگر دشمن آپ کو مجنون کہتا تھا تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی لفظ نہیں تھا۔ ایسی باتیں یا مجنون کیا کرتے ہیں یا سب سے زیادہ صادق اور سب سے زیادہ باشعور انسان جو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ پس ان کی اندھی آنکھوں نے آنحضرت ﷺ کا اصلی مقام تو نہیں دیکھا مگر جو فتویٰ دیا ہے وہ ان دو کے سوا کسی پر لگ نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں جو انسان بلند بانگ دعاوی کرے اور یہ کہے کہ میں قیصر و کسریٰ کی فتح کے خواب دیکھ رہا ہوں یا اس کے نظارے مجھے دکھائی دے رہے ہیں یا ان کے محلات کی چابیاں مجھے عطا کی جا رہی ہیں ایسے شخص کو دنیا یا تو پاگل کہے گی یا پھر اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ، چنیدہ، بھیجا ہوا رسول، ایسا نبی جس سے خدا خود پیار کی باتیں کرتا ہے، جسے خود آسمان سے خوشخبریاں عطا کرتا ہے ان دو انتہاؤں کے بیچ میں اور کوئی مقام نہیں ہے۔ پس انہوں نے تو بہرحال اس بات کی تصدیق کی کہ یہ ناممکن بات ہے پس ان کے مجنون کہنے میں بھی حقیقت میں ایک بہت بڑا اعتراف حق ہے اور آئندہ زمانوں میں کام آنے والا اعتراف حق تھا۔ ایسی صورت تھی کہ دنیا والے کی نظر میں وہ باتیں ناممکن تھیں، ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ ان باتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور ایک ایک بات اللہ نے ان لوگوں کے دیکھتے دیکھتے، ان کی زندگیوں میں پوری کر دکھائی۔

کچھ ایسے وعدے تھے جن کا آخرین سے تعلق تھا اس دور سے تعلق تھا جس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی غلامی میں تمام عالم کو محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے فتح کرنے کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ ہم اس سے بہت زیادہ عاجز ہیں جو خدا کے عاجز بندے محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان سے بہت زیادہ کمزور ہیں جو خدا کے کمزور بندے محمد رسول اللہ ﷺ کے اس وقت ساتھ تھے۔ کیونکہ ان کی طاقت کے پیمانے اور تھے اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی قوت سے براہ راست فیض پا کر قوی ہوئے تھے۔ ہمارے درمیان چودہ صدیاں حائل ہیں اور اس کے باوجود حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہے کہ آپؑ نے بھی دعاؤں اور درود کی برکت سے وہ مرتبہ پا لیا وہ فیض پالیا کہ آپؑ کی پرورش میں آنے والے آپؑ کے پروں اور اس کے سائے تلے پنپنے والے اور نشوونما پانے والے وہ آخرین جن کا اولین سے چودہ سو سال کا فرق تھا خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا فیصلہ فرمالیا اور قرآن میں یہ خوشخبری رکھ دی کہ آخرین ایسے ہوں گے جو اولین سے ملائے جائیں گے۔ یہ عجیب دور ہے ہم اس خوشخبری کو نہ صرف اپنی ذات میں پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں بلکہ ایک ایسا تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں جو تاریخ بنانے والے ہیں تاریخ کا پھل نہیں ہیں۔ ہمارے ذریعے تاریخ بنائی جارہی ہے اور وہ تاریخ جس کا ہم پھل ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بنائی تھی۔ پس آئندہ بھی جو تاریخ ہمارے لئے ذریعے بنے گی وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی تاریخ ہے گویا ہمارے واسطے سے اس تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف میں نے مختصراً اشارہ کیا تھا کہ اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر لطف اندوز ہوں۔ اگر آپ اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے تو جتنی بھی آپ کی کامیابیاں ہیں وہ ساری کامیابیاں ایسی سعادتیں نظر آئیں گی جن کے ہم حق دار نہیں تھے وہ ایسے سہرے نظر آئیں گے جو پہلوں کے سروں پر باندھے جانے کے لائق تھے انہی کے فیض سے انہی کی برکت سے ہمارے نصیبوں میں آئے جبکہ ہم حقیقت میں اس لائق نہیں کہ ان کامیابیوں اور ان سہروں کے حقدار قرار دیئے جائیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جو میں نے ہمیشہ اپنی ذات میں محسوس کی ہے ایک ذرہ بھی اس میں مبالغہ نہیں۔ میں اپنے وجود کو، اپنی حقیقت کو جانتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کو جو کچھ بھی فیض مل رہا ہے بلاشبہ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں نہ آپ آئندہ کبھی کریں کہ اولین کی دعاؤں اور برکتوں کا فیض ہے جو آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے جاری ہوا ہے۔ ہر کامیابی ان کی ہے اور ہمیں ان کامیابیوں میں جو ذریعہ بنایا گیا ہے یہ ہماری سعادت ہے پس سعادت پر شکر گزار ہوں اور حد سے زیادہ شکر گزار بندے بننے کی کوشش کریں۔ حد سے زیادہ کا لفظ غلط ہے، حد سے زیادہ سے مراد میری شاید یہ تھی کہ ہماری حدیں جو چھوٹی چھوٹی حدیں ہیں ان کو پار کرنے کی کوشش کریں۔ شکر اتنا کریں کہ اپنی حدود توڑ دیں تب بھی شکر کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اگر اس صورت حال کو اس حقیقت کے ساتھ جیسے میں بیان کر رہا ہوں سمجھ کر پھر خدا کا شکر ادا کریں گے تو آپ کا لطف کچھ اور قسم کا لطف ہو جائے گا۔ یہ تماش بینی

نہیں رہے گی اگر اس حقیقت کو بھلا دیں گے تو آپ تماش بینوں میں شمار ہونے لگیں گے اور یہی ڈر تھا مجھے جو چند دن لاحق رہا اور اسی لئے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ جمعہ پر میں جماعت کو خوب اچھی طرح سمجھا دوں کہ ایسے واقعات جو رونما ہوتے رہے ہیں پہلے بھی اور آئندہ بھی ہوں گے ان کی لذت کو تماش بینی کی لذت میں تبدیل نہ ہونے دینا ورنہ بہت بڑے نقصان کا سودا کر رہے ہوگے۔

اگر یہ ظاہری ہنگامے، یہ شور، یہ ٹیلیفون کے قصے یہ ظاہری صورت میں ہی آپ کو لطف دے رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ اس سے بہت زیادہ ہنگامے اور حیرت انگیز جذبات کا زیر و بم، ایسے بیہودہ اور ذلیل گانوں کے تعلق میں بھی دکھائی دیتا ہے جن کی کوئی بھی حیثیت نہیں، کوئی بھی حقیقت نہیں۔ دنیا کے عظیم معاملات سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ ''پاپ میوزک'' کا آج کل شور ہے۔ ''پاپ سنگر'' دنیا میں مشہور ہو رہے ہیں ایسے ایسے پاپ سنگر ہیں جن کے گانوں پر بعض دفعہ ایک ایک کروڑ آدمی یا اس سے بھی زیادہ دس دس لاکھ تو ان کی موجودگی میں ان کے سُروں پر پاگل ہو رہا ہوتا ہے اور ٹیلی ویژن کے ذریعے کروڑ بلکہ کروڑوں ایسے ہوں گے جو دیکھتے ہیں اور سر دھنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کو عجیب روحانی سرور حاصل ہوا ہے، تو ہم تو ایسے سطحی لوگ نہیں ہو سکتے۔

یہ جو نظارہ تھا یہ ان نظاروں کے مقابل پر جو آپ ایسے پاپ سنگر کی کامیابی کی صورت میں دیکھتے ہیں دنیا والوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں۔ وہ کہتے ہیں چند ٹیلیفون کالز آ گئیں تو کیا فرق پڑ گیا۔ لیکن جس طرح میں آپ کو جس گہرائی کے ساتھ اس کی حقیقت بتا رہا ہوں کہ یہ تو ایک عجیب نظارہ ہے ایسا نظارہ جس نے کل عالم کو ایک ہاتھ پہ اکٹھا کیا ہے اور یہیں پر بس نہیں کی بلکہ اس تمام عالم کو اس اولین کے عالم سے جا ملایا ہے جو چودہ سو سال پہلے ظہور میں آیا تھا۔ دیکھیں کتنی عظمت اس واقعہ کی ایک نئی شان کے ساتھ ابھرتی ہے اور یہ واقعہ صرف زمانے میں نہیں پھیلتا، موجودہ زمانے میں نہیں پھیلتا بلکہ گزشتہ زمانوں سے پیوست ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ پھر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس ہمارا وجود ایک روحانی وجود ہے اور اس کی لذتیں بھی ہمیشہ روحانی رہنی چاہئیں اور روحانی رکھنے کے لئے جدوجہد کی ضرورت پڑے گی ورنہ بسا اوقات ایسی عظیم کامیابیاں آئندہ ہمارے قدم چومنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں کہ ہمارے نفسوں کو دھوکے میں ڈال دیں گی ہمارے سروں میں کجی پیدا کر دیں گی بجائے

اس کے کہ خدا کے حضور جھکیں غلط مفہوم اپنی عظمت کے ان سروں میں سما جائیں گے اور انہیں پاگل کر دیں گے۔

پس اس بات کی فکر کریں اور اپنے گھروں میں بھی جب ان باتوں کی لذتوں کا ذکر کریں تو اللہ کے حوالے سے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے اور اپنی عاجزی کے حوالے سے ذکر کریں۔ ہر چند کہ ہم حق دار نہیں تھے عجیب اللہ کی شان ہے کہ عظیم وعدے ہمارے ذریعے پورے ہو رہے ہیں اور ہمارے زمانے میں پورے ہو رہے ہیں۔اس انکسار کی آپ حفاظت کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا کا وعدہ ہے کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں اور یہ ایسا وعدہ ہے جو ہمیشہ آپ کی ذات میں پورا ہوتا رہے گا اور یہی ایک حقیقی عجز ہے جو بناوٹی نہیں بلکہ حقیقی ہے، اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ یہ حقیقی عجز ہے اگر اس عجز کی حقیقت کو آپ پہچان جائیں اور جان لیں کہ واقعۃً یہی حالت ہماری ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں تو پھر آپ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کتنے بڑھ چڑھ کر ہمیشہ آئیں گے اور ہماری عقلوں کو اپنی قوت اور عظمت اور شوکت اور جلال اور جمال کے ساتھ وقتی طور پر گویا ماؤف کر دیا کریں گے۔بعض دفعہ جب غیر معمولی چمکار ہوتی ہے جلووں کی، تو آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں پھر مزید دیکھنے کی طاقت نہیں رہتی۔بعض دفعہ دماغ وقتی طور پر معمولی جلال اور شان کے اظہار سے ماؤف ہو جاتے ہیں یعنی ان کے اندر وہ مزید طاقت نہیں رہتی کہ وہ اس بات کو سمجھ سکیں، سمٹا سکیں اپنے تھوڑے لفظوں میں اس کو سما سکیں۔پس اس پہلو سے میں امید بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ انشاء اللہ اپنے عجز کی حفاظت کرتی رہے گی تو خدا تعالیٰ ان پر بے شمار فضل نازل فرماتا رہے گا۔

اس ضمن میں میں خصوصیت سے آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اکٹھے رہیں آپ نے ایک اجتماع کا مرکز دیکھا تھا اور اجتماعیت کا جو نظارہ آپ کے علم میں تھا مگر اس طرح آنکھوں کے سامنے نہیں ہو رہا تھا جب آنکھوں کے سامنے ابھرا ہے تب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ ایک ہاتھ پر، ایک مرکز پر اکٹھا ہونا کس کو کہتے ہیں اور کیسا عظیم روحانی لطف اس چیز میں ہے۔اس لئے آج جو میں نے آپ کے سامنے آیت تلاوت کی ہے اس کا اسی مضمون سے تعلق ہے کہ آپ اپنی اجتماعیت کی حفاظت کریں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں، چمٹے رہیں، کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی طرح بھی جماعت کے

ایک وجود میں رخنہ پیدا کر سکے۔

لیکن اس سے پہلے میں ایک دو اور ذکر کرنا چاہتا ہوں، جب ٹیلیفون دنیا بھر سے آ رہے تھے تو کیونکہ لائنیں تھوڑی تھیں اس لئے مکمل طور پر وہ لائنیں جام ہو چکی تھیں اور جسوال برادران نے بڑی حکمت سے کام لیا کہ لمبی بات نہیں کرتے تھے فوراً واپس فون رکھتے تھے اور کہتے ہیں جب رکھتے تھے تو گھنٹی بج رہی ہوتی تھی یعنی مسلسل گھنٹی بجی ہے اور بعد میں مجھے فونوں پر اور خطوں کے ذریعے بھی لوگوں کے پیغامات ملے اور اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کیا کہ کس طرح ہم مسلسل فون پر بیٹھے رہے ہیں لیکن کوئی پیش نہیں گئی۔ ایک نے مجھے لکھا ہے کہ اسلام آباد میں جو ایکسچینج ہے اس کے ذریعے میں نے کوشش کی تو اس نے کہا یہ ہو کیا رہا ہے کیونکہ ہر جگہ سے مجھ پر اتنا دباؤ ہے کہ فوراً ملا دو اور آگے لائنیں جام ہوئی ہوئی ہیں آگے سے اٹھاتا کوئی نہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے کہا چلیں میں اسی کو بتا دوں۔ اس نے اس کو سمجھایا کہ یہ واقعہ ہو رہا ہے اس پر وہ ٹیلیفون والا بھی حیرت میں مبتلا ہو گیا یہ عجیب بات ہے اتنا زیادہ دنیا سے وہاں فونوں کا دباؤ ہے۔ مگر میں بتانا چاہتا ہوں کہ جن جماعتوں کو توفیق نہیں مل سکی تھی یا جن خاص محبت کرنے والوں کو توفیق نہیں مل سکی تھی میں ان کے چند نام آپ کو پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تو ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ۔ وہ کہتے ہیں میں آپ کا نام سنتا تھا بے قرار ہوتا تھا، آدمی مقرر کیا ہوا تھا، مسلسل بیٹھا ہوا تھا وہ، لیکن کچھ پیش نہیں جا رہی تھی فون ہوتا ہی نہیں تھا یا ہوتا تھا تو Engage ہوتا تھا۔ دوسرے ناظر صاحب اصلاح وارشاد کا ربوہ سے یہی پیغام ملا ہے ہمارے منگلا صاحب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا بھی یہی پیغام ملا ہے۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حضرت ام متین کا بھی اسی طرح بے قراری کا پیغام ملا ہے۔ جماعت احمدیہ سیرالیون کی طرف سے پیغام ملا ہے کہ ہم تو مسلسل کوشش کر رہے تھے لیکن آپ تک بات نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ ضیاء اللہ مبشر ریجنل صدر ٹوکیو ریجن۔ جاپان کا ذکر تو آ گیا تھا مگر یہ کہتے ہیں میں اپنے ریجن کی طرف سے بھی کوشش کر رہا تھا جماعت احمدیہ لین اور بوریمی سلطنت عمان، ان کا بھی اسی طرح کا اظہار ہے۔ حیدر آباد سندھ کی طرف سے اور فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر صاحب کی طرف سے۔ سید سجاد احمد اور سید طاہر احمدی ''کوما کی'' جاپان سے اور میری ہمشیرہ عزیزہ امتہ الباسط کی طرف سے بھی فیکس تفصیلی ملی ہے کہ بہت برا حال رہا ہم تو فون کر کر کے تھک گئے کوئی پیش نہیں جاتی تھی۔ منصور احمد

مبلغ سلسلہ تاشقند۔ ناصر احمد خان صاحب فرانس، سیف الحق صاحب اور ملک لطیف خالد صاحب اوبر ہاوزن جرمنی۔ جرمنی سے تو کئی فون آئے تھے مگر یہ ایک صرف نام لکھا ہوا ہے یہاں۔ محمد رافع قریشی صاحب بیلجیئم، ملک سجاد احمد صاحب اور فریحہ احمد صاحب کینیڈا، اور کینیڈا سے میں نے ملک لال خان صاحب کا نام تو اس وقت سنایا تھا مگر ان کا مجھے فیکس ملا ہے کہ وہ آپ کو ٹیلی پیتھک رابطے سے میرا نام ملا ہوگا کیونکہ میرا فون نہیں مل سکا تو ان سے میری ٹیلی پیتھی چلی ہے کئی دفعہ ایسا ہوا جب جاپان ہوا کرتے تھے تو ہم نے تجربہ کیا ٹیلی پیتھی کا۔ پرانے زمانے کی بات کر رہا ہوں۔ تو اس وقت ٹیلی پیتھی کے ذریعے میں ان کو بعض پیغام دیا کرتا تھا ان کی طرف سے بعد میں فون آ کر کنفرمیشن ہو جاتی تھی کہ ہاں آپ نے فلاں وقت مجھے یاد کیا تھا میں کہتا تھا ہاں کیا ہے، تو اس طرح چلتا تھا۔ تو چنانچہ انہوں نے مذاق میں وہی بات لکھی ہے کہ میرا فون تو آپ کو نہیں ملا پھر آپ نے جو ذکر کیا وہ ٹیلی پیتھک فون ملا ہوگا۔ شیخ الطاف الرحمٰن صاحب سویڈن۔ زیڈ اے پونتو صاحب انڈونیشیا۔ رفیع جنرل سیکرٹری صاحب نیویارک جماعت اور راشدہ فیضی صاحبہ یہ نارتھ کیرولینا سے۔ پیغام تو بہت سے ہیں اور اب آتے بھی رہیں گے مگر اب زیادہ ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

تو میں یہ بتا رہا تھا کہ جو سب سے زیادہ لطف اس جلسے پہ آیا ہے وہ اجتماعیت کے ایک ایسے نظارے سے آیا ہے جو آسمان سے اترا تھا اس میں زمینی کوششوں کا کوئی دخل نہیں تھا اور بتایا جا رہا تھا کہ یہ عالمی جماعت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پر کل عالم کو اکٹھا کرنے کے لئے بنائی جا رہی ہے اور اس طرح تم ایک وجود بن گئے ہو۔ اس ایک وجود کی حفاظت کی خاطر میں آج آپ کو ان قرآنی آیات کے حوالے سے نصیحت کرتا ہوں جن کی تلاوت میں نے کی ہے (سورۃ آل عمران آیت 103 تا 106)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۳ کہ اے مومنو! اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ کا حق ہے اور تقویٰ کا حق کیا ہے؟ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کہ مرنا نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر لحظہ مسلمان رہو کیونکہ موت کی نہ ہمیں خبر نہ ہمارا

اختیار۔ اور تقویٰ کا حق ادا کرنا اتنا مشکل کام ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ جب بھی موت آئے انسان خدا کے حضور مسلمان لکھا ہو۔ پس تقویٰ کی باتیں کرنا آسان ہے، تقویٰ کا حق ادا کرنا بہت مشکل ہے اور اس ضمن میں بھی میں دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کروڑوں احمدی ہو جائیں گے عنقریب انشاء اللہ لیکن اب کروڑ ہیں یا لکھو کھہا ہیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر ان سب کے لئے یہ ناممکن ہے یعنی جو میں حالات دیکھ رہا ہوں بالکل ناممکن دکھائی دیتا ہے کہ ہر شخص ایسی زندگی گزار رہا ہو کہ جس لمحے موت آئے اسلام پر موت آئے۔ بڑا مشکل مطالبہ ہے۔ مگر ایک مطالبہ ہم بھی تو کر سکتے ہیں خدا سے اور وہ عجز کا مطالبہ ہے ایک عاجزانہ مطالبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ موت دینا تیرے قبضے میں ہے۔ مرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ نہ ہماری زندگی ہمارے اختیار میں نہ ہماری موت اختیار میں۔ تو تو یوں کر۔ ایسا فضل فرما کہ جس حالت میں ہم مسلمان ہوں اسی حالت میں وفات دینا اس کے سوا وفات نہ دینا۔ پس یہ تقویٰ کی شرط عجز کے ساتھ پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے اس کے بغیر ناممکن دکھائی دیتی ہے۔ پس اس عاجزی کے ساتھ اگر آپ خدا کے حضور ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے اکثر لمحے ایسے گذر رہے ہیں یا کم لمحے ایسے گزر رہے ہیں جن میں ہم حقیقت میں مسلمان نہیں رہتے۔ تو بہتر جانتا ہے مگر اگر چند لمحے بھی تیرے حضور ایسے آئیں کہ جب ہم تیری نگاہ میں مسلمان ٹھہرتے ہوں تو اے خدا اس وقت ہمیں وفات دینا ہمارے ظلم کے لمحوں میں ہمیں وفات نہ دینا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا یہ اسی حَقَّ تُقٰتِهٖ کی اگلی تفسیر ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اکٹھے ہو کر تھامے رکھو وَّ لَا تَفَرَّقُوْا اور ہرگز تفرقہ اختیار نہ کرو۔ اللہ کی رسی کے متعلق میں پہلے بھی وضاحت سے بار بار بیان کر چکا ہوں اصل حبل اللہ تو وحی الٰہی ہے جو کتاب کی صورت میں نازل ہوتی ہے اور پھر یہ وحی ایسی ہے جس پر نازل ہوتی ہے اس کو مجسم حبل اللہ بنا دیتی ہے۔ پس بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حبل اللہ سے تو قرآن مراد ہے آپ رسول بھی مراد لے لیتے ہیں مگر میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں اس بات کو کہ حقیقت قرآن کو براہ راست ہاتھ مارنا ممکن نہیں ہے جب تک رسولؐ کی وساطت سے جو زندہ قرآن ہے قرآن پر انسان اپنا ہاتھ نہ مارے اور اسے پکڑ نہ لے اور تفصیل قرآن کی براہ راست تو کسی کو معلوم ہوتی ہی نہیں اور جو براہِ راست قرآن کو سمجھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اگر

خدا سے فیض یافتہ نہ ہوں تو اسی قرآن سے تفرقے کی باتیں نکال لیتے ہیں بجائے اس کے کہ اکٹھے ہونے کی باتیں سیکھیں۔ پس حضرت محمد مصطفی ﷺ ہی وہ زندہ قرآن ہیں جن پر ہمیشہ مضبوطی سے ہاتھ رہنا چاہئے۔ یعنی آپؐ کے قدموں پر یہ ہاتھ ایسے پڑیں کہ پھر کبھی ان سے جدا نہ ہوں اور آپ کی پیروی میں حبل اللہ کی پیروی ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سیرت پر نظر رکھنا اور اپنی زندگی کے ہر لمحے پر اس سیرت کو جاری کرنا ہی یہ حَقَّ تُقٰتِهٖ کا مضمون ہے جو پہلی آیت کے مضمون سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ یعنی کس طرح آپ کو پتا چلے گا کہ آپ کا ہر لمحہ مسلمان ہے اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہے تو یقیناً مسلمان ہے اگر اس سیرت سے ہٹ کر ہے تو مسلمان لمحہ نہیں ہے پس ان دو آیتوں میں بظاہر دوری دکھائی دیتی ہے۔ بے تعلق مضمون ہے۔ لیکن ہرگز بے تعلق نہیں بعینہٖ وہی مضمون ہے جو دوسرے رنگ میں بیان ہو رہا ہے وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝۱۰۳ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ایک ہی مضمون کی دو شکلیں ہیں اور پھر اس کے ساتھ ایک عجیب نصیحت فرمائی گئی وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اللہ کی نعمت کو یاد رکھنا۔ پس وہ لوگ جو اس بات پر ضد کرتے ہیں کہ نہیں محمد رسول اللہ ﷺ، حبل اللہ نہیں ہیں بلکہ قرآن ہے ان کی جہالت ہے کیونکہ حبل اللہ کی تشریح یہ فرمائی وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور نعمت رسول ہی ہوا کرتا ہے۔ رسالت ہی نعمت ہے اور قرآن کریم نے انعامات میں سب سے بڑا انعام رسالت کو بیان فرمایا ہے پس حضرت محمد مصطفی ﷺ وہ نعمت ہیں جن کو یاد کرنا چاہئے۔ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا جب تم آپس میں پھٹے ہوئے ایک دوسرے کے دشمن تھے ایک دوسرے سے جدا جدا تھے۔ یاد کرو کہ اللہ نے اپنی نعمت کے ذریعے تمہیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا ہے۔

میں نے پہلے بھی اس غلط فہمی کو دور کیا تھا کہ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اگر تو چاہتا اور سب کچھ جو زمین میں ہے سب بھی خرچ کر دیتا تب بھی ان کو اکٹھا نہیں کر سکتا تھا۔ یہ محض اللہ ہے جس نے دلوں کو باندھا ہے تو اس آیت کا اس مضمون سے کہیں تضاد تو نہیں جو میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی تضاد نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ذاتی طور پر تمام عرب کو اکٹھا کرنے، ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی

استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ جب اللہ کی نعمت بنے ہیں اور مجسم نعمت بن گئے ہیں تو اس نعمت کے ذریعے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے پس قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کے وجود کی صحابہؓ کو اکٹھا کرنے میں ایک ذریعہ بننے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس کی توثیق فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا کہ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ کہ اے محمد رسول اللہ ﷺ اگر تو مزاج میں سخت ہوتا اور ان لوگوں سے کسی لحاظ سے بھی بدخلقی سے پیش آتا تو یہ تجھے چھوڑ کر ارد گرد بھاگ جاتے تو اس وقت پھر اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ کا مضمون کیسے صادق آتا۔ پس اللہ ہی ہے جو اکٹھا کرتا ہے مگر کچھ ذریعے اختیار فرماتا ہے اور اکٹھا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور اس ذریعے کی روح یہ بیان فرمائی کہ نہایت اعلیٰ خلق کے مالک تھے آپؐ کے گوشے اپنے صحابہ کے لئے نرم تھے، آپ کا پیار اور رحمت تھی جو لوگوں کے دل جیت رہی تھی اور آپؐ کو رؤف رحیم فرمایا یعنی بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کہ اتنا زیادہ رحمت کرنے ، والا اتنا شفقت کا سلوک کرنے والا ہے کہ گویا خدا کی دو صفات اس کی ذات میں جلوہ گر ہو گئی ہیں اللہ رؤف ہے تو یہ بھی رؤف بن گیا ہے اللہ رحیم ہے تو یہ بھی رحیم بن گیا ہے۔

پس محمد رسول اللہ ﷺ کی وساطت کے بغیر خدا تعالیٰ کے قرب کا تصور ایک جاہلانہ تصور ہے، بالکل بے حقیقت تصور ہے۔ اہل قرآن سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی جاہل نہیں ہے جو مسلمان کہلا کر بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے بے نیازی کی باتیں کرتے ہیں گویا محمد رسول اللہ ﷺ تو صرف ایک مشین تھے جن پر قرآن اتر گیا اور اس کے بعد ہمیں چھٹی ہوئی۔ اب محض قرآن ہی ہے جس پر ہاتھ ڈال لو اور رسول اللہ ﷺ کی ضرورت نہیں رہی۔ حالانکہ رسولؐ کی اگر ضرورت نہ ہو تو آج کیا ہو گیا۔ آج قرآن وہ نہیں ہے۔ کیا وہی ہم ہیں جو اس زمانے میں ہوا کرتے تھے جب محمد رسول اللہ ﷺ تھے کیا عالم اسلام کا وہی عالم ہے جو صحابہؓ کا عالم تھا اور ان کے دل اور ان کی روح کی کیفیات تھیں؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ اگر عالم پاک تھا تو یہ خاک کی دنیا ہے اس کو اس عالم پاک سے کوئی بھی نسبت نہیں رہی اور قرآن وہی ہے۔ پس اہل قرآن کو جھوٹا کرنے کے لئے اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ قرآن تو اسی طرح ہے ایک ذرہ بھی اس میں تبدیلی نہیں ہوئی اور تم

اہل قرآن بن کر تمام سعادتیں محض اس کتاب سے محمد رسول اللہ ﷺ کی وساطت کے بغیر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو اور اس کے دعویدار ہو تو کچھ کر کے دکھا دو۔ کیا تم نے دنیا میں انقلاب برپا کیا ہے۔ وہ صحابہ جو محمد رسول اللہ ﷺ کے اردگرد پروانوں کی طرح تھے وہ تو تم سے تعداد میں کم تھے اور کمزور تھے انہوں نے تو ساری کائنات کی کایا پلٹ دی تھی۔ تمام ماحول انقلاب کا ماحول بنا دیا تھا، تم آج اسی طرح باتیں کرتے ہو قرآن کے ساتھ تعلق کی، جھوٹ ہے اور تعلق تو حقیقت میں دماغ سے نہیں دل سے ہوا کرتے ہیں اور دل کے تعلق میں محبت کے تقاضے ہیں جو پورے کرنے پڑتے ہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی کوئی تعلق فرضی نہیں ہو سکتا جب تک قلبی نہ ہو اور قلبی تعلق ہی ہے جو انسان کی کایا پلٹتا ہے۔

اَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ میں قلب کی باتیں ہو رہی ہیں دماغ کی باتیں کہاں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ تمہیں خوب سمجھا دیا ہم نے اب بات سمجھ لو اور اس پر قائم ہو جاؤ۔ فرماتا ہے ہم نے دلوں کو باندھا ہے ورنہ اچھی بھلی باتیں سمجھ آ جاتی ہیں پھر بھی اگر دلوں میں روحانیت نہ ہو زندگی نہ ہو تو وہ باتیں انسان کے کچھ بھی کام نہیں آتیں۔ پس فرمایا اَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا تم اللہ کی نعمت کے ذریعے بھائی بھائی بنے ہو۔ اب وہ نعمت جب اٹھی یعنی نبوت کی ساری برکتیں تو نہیں اٹھیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود بنفسہ اس دنیا سے اٹھ گیا اس وقت وہی قرآن تھا وہی مسلمان تھے اچانک دیکھا آپ نے کیا واقعہ رونما ہوا۔ کس طرح وہ پھر لڑ پڑے ہیں آپس میں، کس طرح ایک قیامت سی برپا ہوگئی۔ سارے عرب میں ہر طرف فتنوں نے سر اٹھا لئے۔ وہ کیا تھا اور کیا نہیں تھا لیکن جو اس مسئلے کو حل کرتا ہے کہ اچانک یہ کیوں تغیر پیدا ہوئے۔ بعض مستشرقین سے جب گفتگو ہوا کرتی تھی پہلے، تو وہ میرے سامنے یہ بات طعن کے طور پر رکھتے تھے کہ اسلام نے کیا انقلاب برپا کیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں چند دن تک اور بعد میں دیکھو کس طرح فساد برپا ہو گئے تو ان کو میں کہتا تھا کہ تمہیں دیکھنے کی آنکھیں نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے عظیم مرتبے پر یہ باتیں گواہ ہیں اور اس سے بڑی گواہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ عرب جن کا یہ مزاج تھا ان کو کس طرح ایک جان بنا کے رکھ دیا، ایک قالب میں تبدیل کر دیا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دل کے ساتھ وہ سارے دل ہم آہنگ ہو گئے تو جب آنحضور ﷺ نہ رہے تو وہ بات نہ رہی جو آپؐ

کے وجود کے ساتھ وابستہ تھی۔

پس بعض وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض برکتوں کے مجسم نمائندہ ہو جایا کرتے ہیں اور نبی خدا کی برکتوں کا سب سے بڑا نمائندہ ہوتا ہے لیکن آنحضرت ﷺ کا ایک جسمانی وجود تھا، ایک روحانی وجود ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد عرض کیا کہ اے میرے آقا خدا تجھ پر دو موتیں اکٹھی نہیں کرے گا۔ پس وہ روحانی وجود زندہ ہے۔ وقتی طور پر جب روحانی اور جسمانی وجود اکٹھے ہوں تو بعض دفعہ جسمانی وجود کے غائب ہونے سے نفسیاتی طور پر انسان دھوکا کھاتا ہے کہ وہ اب ہم میں نہیں رہا اور اس کی وجہ سے بہت سی آزادیاں جو حقیقت میں آزادیاں نہیں بلکہ غلامیاں ہیں یعنی شیطان کی غلامیاں، وہ سر اٹھانے لگتی ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ ایک وجود وقتی طور پر ہم میں نہیں رہا اور ایک نفسیاتی کیفیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے معاً بعد جو سلسلہ شروع ہوا ہے اور وہ خلافت رابعہ کے آخر پر بدنصیبی سے خلافت کی نعمت کو ہاتھ سے کھونے پر منتج ہوا وہ یہی نفسیاتی کیفیت تھی آنحضورؐ ظاہری طور پر ساتھ رہا کرتے تھے آپؐ کا روحانی وجود ہمیشہ کے لئے ساتھ رہ رہا تھا۔ عادت پڑ گئی تھی اس روحانی وجود تک اس جسمانی وجود کے واسطے سے پہنچنے کی اور فوری طور پر انسان اس تبدیلی کو محسوس کر کے اس کو ہضم نہیں کر سکا۔ پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کے روحانی وجود کو ایک زندہ وجود کے طور پر امت میں ہمیشہ جاری رکھا ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو روحانی وجود کو دیکھنے اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک فرق ہوا کرتا ہے۔ وجود تو روحانی ہی ہے جسمانی وجود تو اس کا ایک پیکر ہے جس نے اس کو اٹھایا ہوا ہے مگر عام طور پر غبی سے غبی دماغ بھی جسمانی وجود کو دیکھ کر متاثر ہو جاتا ہے اور ذہین انسان ہے جو اس کے اندر کے روحانی وجود پر نظر رکھتا ہے۔ پس جب وقتی طور پر جسمانی وجود کو الگ کیا جائے یوں معلوم ہوتا ہے کھلی چھٹی مل گئی ہے جو چاہو کرتے پھرو۔ یہی کیفیت ہے جو اسلام کی یا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کی ابتدائی تاریخ میں رونما ہوئی اور ہم نے اپنے دور میں اس کو اسی طرح دیکھا ہے۔

جب میں ربوہ سے روانہ ہوا یعنی اس عارضی ہجرت میں تو فوری طور پر ربوہ کے ان لوگوں کا یہی ردعمل تھا جو میرے وہاں رہنے کے رعب کی وجہ سے ٹھیک رہتے تھے اور بعد میں کئی قسم کی شرارتیں

شروع کر دیں۔کئی قسم کے فتنوں نے سر اٹھالیا۔لوگ مجھے لکھتے تھے کہ اوہو یہ کیا ہو گیا اب تو آپ آ گئے ہیں اور حکومت نے ان لوگوں کو شہ دی ہے منافقوں کی سرپرستی کر رہی ہے پیٹھ ٹھونک رہی ہے اور لگتا ہے کہ سب ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ میں ان کو ہمیشہ یہ لکھتا رہا کہ آپ کو وہم ہے نہیں نکلیں گے ہاتھ سے۔وقتی طور پر ایک دھوکا ہے ان کا اور پھر صحیح صورتحال پر واپس آ جائیں گے اور وہ جو رشتہ بندھے گا وہ دائمی ہے وہ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ وہ ابتلاء میں ثابت قدم رہنے والا رشتہ ہے۔ پس جو چند منافقین ہیں، چند کمزور ہیں، وہ ٹھیک ہے ہاتھ سے جاتے رہیں گے مگر ان کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کریں۔ان میں سے بھی بہت سے واپس آئیں گے اور پھر مزاج درست کر کے واپس آئیں گے اور بعد میں پھر یہی کیفیت رونما ہوئی مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری اور روحانی رشتے کو ملا کر عالمی طور پر ٹیلی ویژن کے ذریعے ایک ایسا نیا نظام قائم کر دیا ہے کہ خلافت احمدیہ کو قیامت تک مستحکم کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ **اس لئے اب یہ خیال بھلا دیں دل سے کہ خلافت رابعہ آ گئی اور بعد میں پھر وہی کچھ ہوگا جو پہلے ہو چکا ہے۔ یہ بالکل واضح جھوٹ ہے اگر کوئی یہ غلط امیدیں لگائے بیٹھا ہے تو وہ نامراد رہے گا ان امیدوں کا پھل کبھی نہیں دیکھے گا۔ کیونکہ خلافت رابعہ میں تو اجتماعیت کا آغاز ہوا ہے اختتام کے اعلان نہیں ہو رہے یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خلافت دی گئی ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت کو قیامت تک جاری کرنے کے لئے دی گئی ہے اور اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ خلافت رابعہ آخری دور ہے۔خلافت رابعہ آئندہ آنے والے حالات کے لئے جو آسمان سے تقدیریں رونما ہو رہی ہیں ان کے لئے ایک پیش خیمہ بن گئی ہے۔** پس نئے باب کا آغاز ہے نہ کہ پرانے دور کے اختتام کا اعلان ہے۔

پس یہ جو آپ نے کیفیتیں دیکھیں اور اس سے لطف اندوز ہوئے ان سب باتوں کو اس سارے پسِ منظر میں سمجھیں، اس کی کیفیات کو اپنے دلوں میں اپنے خون میں اپنے مزاج میں داخل کر دیں اور ساری زندگی آپ کی سرور کی زندگی بن جائے گی۔ پس وہ خدا کا احسان کہ آپ کو اکٹھا کر دیا آج یہ دوہری صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس آیت کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہوا ہے۔ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا محمد رسول اللہ ﷺ کی نعمت سے تم جیسے کل بھائی بنائے گئے تھے۔ **آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو**

انشاء اللہ قیامت تک اللہ تعالیٰ تمہیں بنائے رکھے گا۔ اگر تم انکساری کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کرو گے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا اور یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں توجہ دلائی گئی ہے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اس لئے ہے کہ تم خدا کے شکر گزار بندے بنو وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا تم تو آگ کے کنارے پر کھڑے تھے اللہ نے اس کنارے سے تمہیں بچا لیا۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ دیکھو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نشانات تم پر کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ان کی حقیقتیں بیان فرماتا ہے ان کا فلسفہ تم پر روشن فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۵ کہ تم میں اب ہمیشہ ایک ایسی امت قائم رہنی چاہئے يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ جو بھلائیوں کی طرف بلاتی رہے نیکی کی طرف بلائے وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور معروف چیزوں کا حکم دے وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور بری باتوں سے روکتی رہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں یعنی کامیابیاں حاصل کرنے والے ہیں۔ پس یہ جو اجتماعیت ہے آپ کی اس کی حفاظت کا ایک اور گر آپ کو بتایا گیا۔ پہلا تو یہ کہ اللہ کی نعمت کا ذکر کرتے رہو اور یہ احسان مندی کا ایک اور طریق ہے وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ میں دراصل میں نے جو آپ سے کہا تھا، شکر گزاری کا مضمون اللہ تعالیٰ نے یہیں بیان فرمایا ہے وہ ذکر کے ساتھ وابستہ ہے وہ لوگ جو احسان فراموش ہوتے ہیں وہ احسانات کو بھلا دیا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو احسان کو دل میں قبول کرتے ہیں، دل پہ گہرا اثر لیتے ہیں وہ احسانات کا ذکر کرتے ہی رہتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی سی بات بھی ایک انسان کسی احسان مند انسان کے ساتھ کر دے حسن سلوک کی، تو اتنا ذکر کرتا ہے، کہ جس سے احسان واقع ہو گیا وہ بے چارہ مصیبت میں پڑ جاتا ہے وہ شرمندگی سے اس کو روکتا ہے خدا کے لئے بس کرو کچھ بھی نہیں چھوٹی سی بات تھی مگر وہ چھوڑتا ہی نہیں تو اتنا بڑا احسان یعنی محمد رسول اللہ ﷺ ان کے ذکر کو کیسے چھوڑو گے۔ پس ذکر میں احساس شکر داخل ہے کثرت کے ساتھ اس احسان کا ذکر کیا کرو تاکہ تم شکر گزار بندے بنو اور اگر شکر گزار بندے بنو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر بکثرت اور احسان فرمائے گا اور دوسرا ایک ذریعہ اس نیکی کی

حفاظت کا یہ بیان فرمایا ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ تم میں ہمیشہ کچھ لوگ اس بات پر وقف رہنے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں کوئی مانے نہ مانے کوئی اثر قبول کرے یا نہ کرے بلاتے ہی رہیں وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اچھی باتوں کا حکم دیں یعنی يَأْمُرُ سے مراد جبر کا حکم نہیں ہے بلکہ تاکیدی نصیحت مراد ہے۔ تاکیدی طور پر اچھی باتوں کی نصیحت کرتے رہیں اور بری باتوں سے روکتے رہیں وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے۔ پس کامیابی کا سہرا قوم کے اس حصے کے سر پر باندھا گیا ہے جو لوگوں کو نیک نصیحت کرتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے پس آپ اگر اس کامیابی میں اول شریک ہونا چاہتے ہیں وہ کامیابی جو خدا نے آپ کے لئے مقدر فرما دی ہے تو وہ اول حصہ بنیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ اگر تم نصیحت کرنے والے بنو گے، برائیوں سے روکنے والے بنو گے تو در حقیقت تم کامیاب ہو گے کیونکہ تمہاری وجہ سے قوم ہلاکت سے بچائی جائے گی۔

پھر فرمایا وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ دیکھو ایسے نہ بن جانا کہ وہ لوگ جو پھٹ گئے آپس میں ایک دوسرے سے جدا جدا ہو گئے اخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ اور اختلاف کر بیٹھے باوجود اس کے کہ ان کے پاس کھلے کھلے روشن نشان آچکے تھے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اولین کے بعد آنے والے لوگ ہیں اور یہاں براہِ راست وہ آخرین مخاطب ہیں جن کو خدا نے دوبارہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نعمت کے ذریعے ایک ہاتھ پر اکٹھا فرمایا ہے۔ اس مضمون کی ترتیب کو دیکھیں کیسی واضح ہے فرمایا دیکھو تمہیں ہم نے دوبارہ اکٹھا کیا ہے اسی ایک رسولؐ کے ہاتھ پر دوبارہ اکٹھا کیا ہے، اسی کی نعمت کے طفیل اسی کے احسان کے تابع تم اکٹھے ہوئے ہو اب پھر وہ حرکت نہ کرنا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے وصال کے کچھ عرصے کے بعد ظاہر ہوئی اور قوم پھٹ گئی اور مختلف فرقوں میں تبدیل ہو گئی اور ان کے دل بھی جدا جدا ہو گئے، ان کے دماغ بھی جدا جدا ہو گئے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھنا یہ وہ لوگ ہیں۔ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ان کے لئے بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس نئے دور کے فیض کو اپنے وجودوں میں ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے جو دراصل پرانے دور ہی کا ایک فیض ہے جو نئے پیمانوں میں آیا ہے کہتے

ہیں۔ پرانی شراب نئی بوتلوں میں۔ یہ شراب طہور وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئی تھی یہ فضلوں کی وہی بارش ہے جو آپؐ پر برستی تھی ہاں نئے پیمانوں میں اب یہ بٹ رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسے اسی طرح پاک و صاف رکھتے ہوئے بغیر کسی ملونی کے تمام دنیا میں تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خود بھی ہم اس شراب کے نشے میں سرشار رہیں اور دنیا کو بھی سرشار کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین